جناب محمد طفیل

مزدور اسلام کی نظر میں

اسلام نے انسان کی زندگی کے ہر موڑ اور ہر پہلو پر مکمل رہنمائی کی ہے۔ آپ حکمران ہوں یا قانون دان، سرکاری ملازم ہوں یا عام شہری، مزدور ہوں یا کارخانہ دار، زمین دار ہوں یا مزارع، آپ کو اسلام سے ضرور رشد و ہدایت کا درس ملتا ہے۔

قرآن مجید اسلامی احکام کی اساسی اور بلند ترین کتاب ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے انسانی رہنمائی کے لیے اُتارا اور اس کی حفاظت کا بھی وہ خود ہی ذمہ دار ہے۔ اس کتاب میں حیاتِ انسانی کے تمام پہلوؤں کے رہنمائی اور بنیادی اصول بیان کر دیے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں کوئی بھی مسئلہ درپیش ہو اور ہمارے ذہنوں میں کوئی بھی سوال ہو، ہم اس کا حل تلاش کرنے کے لیے قرآن مجید کی طرف سب سے پہلے رجوع کرتے اور وہیں سے ہدایت حاصل کرتے ہیں۔ اس وقت ہمارے ہاں جو اہم مسائل پائے جاتے ہیں، ان میں ایک مزدور کا مسئلہ ہے۔ ان سطور میں ہم مزدور کے مسئلے کو قرآن حکیم کے آئینے سے حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، تاکہ ہم مزدور کی عظمت و مقام سے واقف ہوں اور ہمیں اس کا معاشرتی رتبہ متعین کرنے میں مدد ملے۔

انسان مدنی الطبع ہے، لہٰذا مل جل کر رہنا اس کی سرشت میں داخل ہے۔ اور یہ امر بھی واضح ہے کہ کوئی بھی انسان ایسا نہیں ہے جو اپنے سارے کام خود انجام دے سکے۔ اس لیے اسے کسی دوسرے انسان سے ضرور کام لینا پڑے گا۔ مثلاً ایک ماہر تعمیرات کو کسی بھی وقت ایک ماہر قانون کی خدمات درکار ہو سکتی ہیں اور یہیں سے مزدور اور مزدوری کے باب کا آغاز ہوتا ہے۔ کام یا مزدوری لینے والا آجر کہلائے گا اور مزدوری کرنے والے کو اجیر یا مزدور کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اسی لیے ہر شخص آجر اور مزدور ہو سکتا ہے۔ چونکہ قرآن مجید براہِ راست انسانوں کو مخاطب کرتا ہے اور انسانی قلب و دماغ پر اپنے اثرات چھوڑتا ہے، اس لیے مالک و مزدور قرآنِ مجید کے مخاطبین میں سے ہیں۔

ایک اور فطرتی امر یہ ہے کہ جب کچھ انسان مل کر زندگی بسر کریں گے تو ان میں اختلاف رائے بھی ہوگا اور جھگڑا بھی ہوگا اور ان میں باہمی لڑائیاں بھی ہوں گی، جھگڑے بھی ہوں گے اور ان کو طے کرانا بھی نہایت ضروری ہے بصورت دیگر سب انسان لڑ لڑ کر مر جائیں گے جب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان جھگڑوں کا فیصلہ کون کرے؟

اگر ہم اس جھگڑے کا فیصلہ چکانے کے لیے انسان کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہمیں اس میں بہت سی مزید خرابیاں پیدا ہونے کا امکان دکھائی دیتا ہے۔ اس لیے مزدور اور مالک کے لیے بھی ضروری ہے کہ اگر ان میں کوئی تنازع پیدا ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف رجوع کریں۔ ایسے ہی موقع کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فلا و ربك لا یومنون حتّٰی یحکموك فیما شجر بینھم۔

یعنی مسلمانوں میں کوئی جھگڑا ہو جائے تو انھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ تاکہ آپ قرآنِ حکیم کے احکام کے مطابق ان کا فیصلہ کر دیں۔

اسلام کے نظامِ حیات میں آجر اور اجیر کوئی الگ طبقہ (CLASS) نہیں ہوتے بلکہ وہ معاشرے کا ایک حصہ ہوتے ہیں۔ اس لیے امانت و دیانت، محنت و مشقت، احساس فرض شناسی، باہمی تعلقات کی خوش گواری اور ان جیسے جملہ امور میں جس طرح قرآن مجید معاشرے کے دیگر افراد کی رہنمائی کرتا ہے اسی طرح وہ مزدور کے لیے بھی احکام صادر کرتا ہے۔ ہر وہ حکم جو مسلمانوں کے لیے ہے، مزدور بھی اس میں شامل ہے اور احکامِ الٰہی کا براہِ راست مخاطب ہے۔ لہٰذا مزدور کا صحیح مقام متعین کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم اسلام کے نظامِ معیشت کا مختصر جائزہ پیش کریں، تاکہ اس کے آئینے میں مزدور کو دیکھ سکیں۔

اسلامی نظامِ معیشت کا بنیادی پتھر یہ ہے کہ اس میں مادی اور روحانی قدروں کو ساتھ رکھا گیا ہے۔ کیونکہ مادہ کو روح کے بغیر اور روح کو مادہ کے بغیر قرار نہیں ملتا۔ اسی لیے اسلام نے افراط و تفریط سے الگ ہٹ کر ایک ایسا راستہ اپنایا ہے جس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں میں مادی اور روحانی قدروں کو ملحوظ رکھا گیا ہے، کیونکہ مادیت کو چھوڑ دیا جائے تو صرف رہبانیت باقی رہ جاتی ہے جس کی اسلام میں ممانعت ہے اور اگر صرف مادی قدریں اپنائی جائیں تو یہ

ایسا نظام بن جاتا ہے جس میں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی جگہ باقی نہیں رہتی۔ اس لیے قرآنی تعلیمات کی روشنی میں مزدور کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ مادی اور روحانی دونوں قدروں کو ساتھ لے کر چلے تاکہ صرف مادہ پرست ہو کر اخلاق و مذہب کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑ دے اور نہ یہ ہو کہ اپنے حقوق سے دست بردار ہو جائے۔

اسلامی نظام معیشت کی دوسری بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں دولت چند ہاتھوں میں جمع نہیں ہوتی بلکہ اس کے پھیلاؤ کے بندوبست کیے گئے ہیں۔ قرآن حکیم میں جا بجا دولت کو خرچ کرنے کے احکام ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ

یعنی اے مسلمانو! تم اپنا مال اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرو۔ اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو تم ہلاکت میں جا گرو گے۔

اس سے ایک واضح اشارہ یہ ملتا ہے کہ دولت کو جمع کرنا اپنے کو ہلاکت کے منہ میں دینا ہے۔ مسلمان کے لیے دنیا اور آخرت میں عذاب کا نام ہلاکت ہے۔ چنانچہ دولت جمع کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم۔

یعنی جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور انھیں خرچ نہیں کرتے، ان کے لیے سخت عذاب ہوگا۔ اگلی آیت میں مزید بتایا گیا ہے کہ جمع شدہ مال گرم کر کے ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور جسم کے دیگر حصوں کو جلایا جائے گا۔ اور انھیں کہا جائے گا کہ یہی تمھارا جمع شدہ مال ہے۔

اس آیت سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ جو مالک یا کارخانہ دار مزدور کو کم اجرت دے کر یا بیگار لے کر مال جمع کرتا ہے اور اس کے مستحقین کو نہیں دیتا ہے، وہ اپنے لیے جہنم کا سامان بنا رہا ہے۔ اس لیے مزدور اخلاق و قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنا حق حاصل کر سکتا ہے۔

اسلامی معاشیات کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ اس میں عدل و انصاف کو اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ان اللہ یامرکم بالعدل والاحسان

کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عدل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

اس آیت کا منشا یہ ہے کہ جب کسی شخص کے ساتھ لین دین کیا جائے، تو نہ اس سے زیادہ لیا جائے، نہ اس کو کم دیا جائے اور اسی طرح زیادتی بھی نہ کی جائے۔ چنانچہ اسی کی تائید میں ایک اور ارشادِ خداوندی ہے:

واقیموا الوزن بالقسط۔

جب تم وزن کرو تو انصاف کے ساتھ کرو۔

اس عادلانہ نظام کا قیام اسی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے کہ مزدور اپنا فرض دیانت داری، محنت اور جانفشانی سے ادا کرے، اور اپنے فرائض کی بجا آوری میں کوئی کوتاہی نہ کرے، اور مالک مزدور کو اس کی مزدوری پوری پوری دے۔

دنیا کے بعض نظاموں میں مزدور کو حقیر اور ادنیٰ مخلوق سمجھا جاتا رہا ہے اور اس کے ساتھ بہت سی زیادتیوں کو بھی روا رکھا جاتا رہا، جس کے ردِ عمل کے طور پر بہت سی خرابیوں نے جنم لیا اور مزدوروں کو اپنے حقوق کے حصول کے لیے سرمایہ داروں سے مقابلہ کرنا پڑا لیکن اسلام میں ایسا کوئی تصور نہیں پایا جاتا کہ کسی بھی پیشہ کو یا اسے اختیار کرنے والے کو حقیر سمجھا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء میں ارشاد فرمایا ہے:

یاایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ۔

اے انسانو (جن میں آجر و اجیر دونوں شامل ہیں) اللہ سے ڈرو جس نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا۔

اس کی تشریح و تائید میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی بھی انسان کو دوسرے پر فضیلت یا برتری حاصل نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سب کو آدم علیہ السلام سے پیدا کیا اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیے گئے تھے۔ مدعا یہ ہے، ہم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور بحیثیت انسان عزت و مرتبہ میں سب برابر ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انسانوں میں یہ گروہ بندی کیوں ہے، کوئی سرمایہ دار ہے تو کوئی مزدور ہے اور کوئی آجر تو کوئی اجیر؟ اس اہم سوال کا جواب بھی اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس نظامِ کائنات کو چلانے کے لیے انسانوں کو بہت سے کام کرنے پڑتے ہیں اور ہر شخص جو

کام کرتا ہے وہ اسی سے پہچانا جاتا ہے۔ اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں ہے، کوئی انسان اپنے پیشے کی وجہ سے معزز یا ذلیل ہوتا ہے، بلکہ مالک کون و مکاں کا ارشاد ہے:

وجعلنکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ گھاتوں اور شغلوں کی تقسیم اس لیے کی گئی ہے کہ ایک دوسرے کی پہچان ہو سکے۔ ورنہ معزز اور مکرم وہی شخص ہے جو اپنے فرائض منصبی پوری دیانت داری سے ادا کرتا ہے، جس کا ریکارڈ اچھا ہے اور جس کا حساب پاک ہے اور وہ صاحب تقویٰ ہے۔

یہی نہیں بلکہ اسلام میں ہر طرح کی محنت و مشقت کو بہت قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے، خود قرآن حکیم کا ارشاد ہے:

اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمومنون۔

یعنی اے انسانو! کام کرو، اس کا رسول اور مومن تمہارے کاموں کا جائزہ لیں گے۔

اس آیت سے ایک مفہوم یہ بھی نکلتا ہے کہ مزدور جب پوری لگن اور دیانت داری سے اپنے فرائض سرانجام دیتا ہے لیکن اس کا مالک اسے پوری مزدوری نہیں دیتا اور اس کا استحصال کرتا ہے تو "المومنون" کی رُو سے مزدور اپنا حق حاصل کرنے کے لیے عدالت اور اعلیٰ حکام کی طرف رجوع کر سکتا ہے اور اگر خدانخواستہ اس دنیا میں اس کے ساتھ انصاف نہ ہوا تو مسلمان مزدور کو دل برداشتہ نہیں ہونا چاہیے، بلکہ آخرت میں اللہ کا فیصلہ اللہ کے دربار میں ہوگا، وہاں اس کو اپنا حق ضرور ملے گا۔

ایک اور جگہ اللہ نے کام کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور ساتھ ہی مزدور کو اس بات کی ہدایت بھی کی ہے کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ محنت سے کام نہ کرے اور پھر مزدوری طلب کرے، بلکہ اسے اپنے کیے کا ہی بدلہ ملے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وان لیس للانسان الا ما سعیٰ، وان سعیہ سوف یریٰ

انسان کو کام کیے بغیر کچھ بھی نہیں مل سکتا۔ پھر یہی نہیں بلکہ اگر انسان کام تھوڑا کرے گا تو اسے اس کا عوض کم ملے گا۔ اور اگر زیادہ کام کرے گا تو اس کا صلہ زیادہ ملے گا۔

ایک اور فرمان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس امر کی تلقین کی ہے کہ اگر انھیں زمین

ایک حصّہ پہ رزق حلال کما کر کھانے کے مواقع میسر نہ ہوں تو وہ زمین کے دوسرے حصّے میں بھی جا کر مزدوری تلاش کریں اور کما کر کھائیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

فامشوا فی مناکبہا وکلوا من رزقہ۔

یعنی زمین پر چلو اور اللہ کی روزی میں سے کھاؤ۔

اس آیت میں ان لوگوں کے لیے تازیانہ عبرت ہے جو اپنے گھروں میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہتے ہیں اور روزی، نیز مزدوری کی تلاش میں نہیں نکلتے۔

محنت و مزدوری کی ضرورت اور عظمت کے بارے میں حدیث شریف میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے احکام دیے ہیں۔ آپ نے نہ صرف یہ کہ انسانوں کو ہاتھ سے کام کرنے کی دعوت اور حکم دیا ہے بلکہ خود اپنے ہاتھ سے کام کر کے دکھائے ہیں۔ چنانچہ احادیث میں وارد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کپڑا خود ہی سیا کرتے تھے، اپنے جوتے خود مرمت فرما لیتے، اپنے کپڑے خود دھو لیتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں ہوتے تو گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹاتے۔

آپ نے محنت کا رتبہ بلند ہونے کے بارے میں ارشاد فرمایا :

ان اللہ یحب العبد المومن المحترف۔

تفسیر قرطبی میں بیان کردہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس انسان کو عزیز رکھتا ہے جو اپنی روزی کسی پیشہ کے ذریعہ سے کماتا ہے۔ اس حدیث میں یہ سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ مسلمانوں کی سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ انھیں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہو اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب انسان کوئی نہ کوئی پیشہ اختیار کرے اور اپنے ہاتھ سے کما کر کھائے۔ چنانچہ اسی کی تائید میں ایک اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

ما اکل احد کم طعاما قط خیرا من عمل یدہ۔

یعنی اپنے ہاتھ کی کمائی کے کھانے سے بہتر تم نے کبھی کوئی کھانا نہ کھایا ہوگا۔

اس حدیث کی ایک تشریح تو یہ ہے، دنیا کے کھانوں میں سب سے اچھا، پاک اور طاہر کھانا وہ ہے جو انسان اپنے ہاتھ سے پکا کر کھائے۔ کیونکہ ہر شخص کے ہاتھ سے پکے ہوئے کھانے پر اعتماد نہیں

کیا جا سکتا، اور دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کہ اگر انسان دوسروں کی کمائی پر ہاتھ صاف کرتا رہے تو اسے وہ لذت اور فرحت حاصل نہیں ہوگی جو اسے اس وقت حاصل ہوگی، جب وہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھائے گا۔

تاریخ اسلام پر نظر ڈالی جائے تو صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک لاتعداد بزرگ ایسے نظر آتے ہیں جو محنت و مشقت سے روزی مہیا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ حضرت امام ابو حنیفہ اُون کا کاروبار کرتے تھے اور اورنگ زیب عالمگیر قرآن مجید کی کتابت کرتے تھے، اس لیے محنت و مزدوری کوئی عار نہیں بلکہ عظمت کی دلیل ہے۔

اس کے بعد ایک اہم سوال یہ رہ جاتا ہے کہ مزدور کے حقوق و فرائض کیا ہیں۔ ان امور میں بھی قرآن مجید نے ہماری رہنمائی کی ہے۔ مزدور کے فرائض میں پہلا فرض یہ ہے کہ وہ جو کام کرنا چاہتا ہے اپنے اندر اس کے کرنے کی اہلیت اور صلاحیت پیدا کرے۔ اگر وہ کوئی خاص پیشہ اپنانا چاہتا ہے تو اس میں تربیت اور مہارت حاصل کرے اور اپنے آپ کو مطلوبہ کام کا اہل ثابت کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

ان اللہ یأمرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا۔

ہر قسم کی ذمہ داری اسی شخص کو سونپی جائے جو اس کا اہل ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ مزدور کو کسی مشین کی ذمہ داری سونپی جائے تو وہ اپنے اناڑی پنے میں اس کو بگاڑ دے۔

مزدور کے ذمہ دوسرا فرض یہ ہے کہ وہ اپنا کام نہایت محنت اور دیانت داری سے کرے، کیونکہ ایسا کرکے ہی وہ حلال روزی کما سکتا ہے اور اگر وہ محنت اور جانفشانی سے کام نہیں کرے گا تو اس سے نہ صرف یہ کہ اس کا اپنا نقصان ہوگا بلکہ پیداوار کی کمی سے ملک و ملت کو بھی خسارہ ہوگا اور اس کی حاصل کردہ مزدوری رزقِ حلال نہیں ہوگی۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔

یعنی تم لوگ آپس میں باطل طریقوں سے مال حاصل نہ کرو۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپس میں اگر تم اپنے اپنے حقوق و فرائض صحیح طور پر انجام نہیں دو گے تو تم حرام مال کھاؤ گے اور حرام مال سے برکت بالکل اُٹھ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض آمدنیاں برکت سے خالی ہوتی ہیں۔

مزدور کا ایک یہ بھی فرض ہے کہ وہ اسلام کا داعی ہونے کی حیثیت سے ڈسپلن کی پابندی کرے۔ قوانین پر عمل پیرا ہو۔ اور دیانت داری کو ملحوظ خاطر رکھے تاکہ صنعتی امن تباہ نہ ہو اور پیداوار میں اضافہ ہوتا رہے اور ملک خوشحال ہو اور ترقی کرے۔

فرائض کے علاوہ مزدور کے کچھ حقوق بھی ہیں جس کی ادائی ضروری ہے۔ مزدور کے حقوق کا تعین کرتے وقت بھی قرآن مجید ہمارا ساتھ دیتا ہے۔ مزدور کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ اسے اس کی مزدوری پوری پوری ملے۔ اسی سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ۔

یعنی جس نے ذرہ برابر بھی محنت کی اسے اس کا بدلہ ضرور بہتر ملے گا۔

اس آیت سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ مزدور کو اس کے ذرہ ذرہ کام کا حق ملنا چاہیے اس کی تائید میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے ارشادات ملتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عز وجل ثلاثۃ انا خصمھم یوم القیامۃ رجل اعطی بی ثم غدر، رجل باع حرًا فاکل ثمنہٗ و رجل استاجر اجیرا فاستوفی منہ و لم یعطہ اجرہ۔

اللہ تعالیٰ کے رسول نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تین طرح کے لوگ ایسے ہیں کہ قیامت کے دن ان سے نپٹنے والا میں خود ہوں گا۔ ایک تو وہ شخص جس نے میری قسم کھا کر زبان دی اور اپنے وعدے سے مکر گیا۔ دوسرا جس نے آزاد آدمی کو بیچ کر اس کی قیمت وصول کی اور تیسرا وہ جس نے کسی مزدور کو اجرت پر بلایا اور اس سے پورا کام لینے کے بعد اسے اس کی مزدوری نہ دی۔

اس حدیث قدسی کا تیسرا حصہ توجہ طلب ہے کہ اگر کسی مزدور کی مزدوری ادا نہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کا خود محافظ ہے۔ اسی طرح مزدور کو اس کی مزدوری جلد ادا کرنے کے بارے میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یوں ہے:

اعطوا الاجیر حقہ قبل جف عرقہ

یعنی مزدور کو اس کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کی جائے۔

بعض کارخانہ دار اور مالکان مزدوروں سے کام تو کروا لیتے ہیں، لیکن انھیں مزدوری بروقت ادا نہیں کرتے۔ اس حدیث میں انھیں تاکید کی گئی ہے کہ مزدوری بروقت ادا کیا کریں، تاکہ مزدور کی حوصلہ افزائی ہو اور وہ اپنی ضروریات بھی بروقت پوری کر سکے۔

فآت ذا القربیٰ کی رُو سے مزدور مل کے منافع میں حق دار قرار پاتا ہے کہ اسے منافع میں سے بھی حصہ ملے، کیونکہ اگر وہ محنت نہ کرتا تو پیداوار نہ ہوتی اور نہ ہی منافع ہوتا۔ اس لیے حقہ کے تحت اسے بونس ملنا چاہیے۔

اس کے علاوہ آجر اور اجیر کے تعلقات کے بارے میں اسلامی احکام کی روح یہ ہے کہ وہ عدل و انصاف پر مبنی ہونے چاہییں۔ اگر ان میں کبھی اختلاف رائے پیدا ہو جائے تو وہ اللہ، اس کے رسول اور اولی الامر یعنی حکومت کی طرف رجوع کریں تاکہ کوئی مناسب حل تجویز کیا جا سکے۔

غرض اسلام میں مزدور کو بلند مقام حاصل ہے اور اس کے حقوق و فرائض نہ صرف متعین کر دیے گئے ہیں، بلکہ ان کی حفاظت کا بھی پورا پورا بندوبست کر دیا گیا ہے۔

الفخری

از ابن طقطقیٰ۔ اردو ترجمہ: مولانا محمد جعفر پھلواروی

یہ ساتویں صدی ہجری کے نامور مورخ ابن طقطقیٰ کی تاریخ کا ترجمہ ہے۔ اس کتاب کا شمار معتبر مآخذِ تاریخ میں ہوتا ہے اور بے لاگ تبصرہ اور تنقید کی بنا پر اس کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

صفحات: ۴۲۲ قیمت ۶/۲۵ روپے

ملنے کا پتہ: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور۔